بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین) صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین) کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرا میگزین

****

ملتان کی تعریف اور کن الفاظ میں کی جائے۔۔۔

سنو! یہ وہ شہر ہے جہاں اسے پہلی بار دیکھا تھا

"واہ واہ کیا شعر ہے۔" خاور نے شعر پڑھتے ہوئے سر دھنا۔

"بس کر دے چالو۔۔۔" طلحہ نے کہا تھا۔

"تم اپنی شکل گم کرو یہاں سے۔۔۔۔" خاور نے تیز لہجے میں کہا اور چاکلیٹ کھانے لگا تھا۔

"بھلائی کا زمانہ ہی نہیں رہا۔۔۔۔" طلحہ نے طعنہ مارا تھا۔

"ہہنہہ ایک زرا سا کام کیا کروا دیا۔رونے لگا لڑکیوں کی طرح۔۔۔" خاور نے کہا تھا۔

پورا ملتان گھوما ہے پھر کہیں جا کر وہ فضول سا وڈ ہاؤس ملا ہے۔۔۔" طلحہ نے اسے چھیڑا تھا۔

"بیٹا میں دیکھتا ہوں بس ایک بار محبت ہو جائے۔پھر تو آہیں بھرا کرے گا جدائی میں۔۔" خاور نے بھی خوب سنائی تھیں۔

"کم از کم محبوبہ کی بلیوں کی جی حضوری تو نہیں کرنی پڑے گی۔۔۔۔۔" طلحہ نے جتایا تھا۔اور وہاں سے نکل کھڑا ہوا تھا۔

"اللہ کرے تو دن رات تڑپے۔۔" خاور نے بد عا کی تھی۔

****

وہ آج ابراہیم کے کہنے پر ایک خوبصورت بلی کا بچہ اور وڈ ہاؤس خرید کر علینہ کے گھر دے آیا تھا

۔

علینہ واپس آئی تو اسے بہت خوش ہوئی۔

اس نے ابراہیم کو کال ملائی تھی۔

"ابراہیم بھائی بہت خوبصورت بچہ ہے یہ۔۔۔"علینہ نے کہا تھا۔

"ارے کس کا بچہ۔۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"بلی کا بھائی۔۔۔"علینہ نے چہکتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا وہ اس کے لیے تو تم خاور کا شکریہ ادا کرو۔اس بیچارے نے قربانی دی ہے۔اتنا خوبصورت بچہ تمہیں دے دیا۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیا اسے بھی Pets رکھنے کا شوق ہے میری طرح۔۔۔"ابراہیم سے پوچھا گیا تھا۔

"ہاں بہت وہ تو ہر وقت جانوروں کے حقوق پر بات کرتا ہے۔بہت ہی نرم دل انسان ہے۔۔۔"ابراہیم نے خاور کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا شروع کر دیئے تھے۔

"اچھا پھر تو شکریہ کرنا بنتا ہے۔آپ انکا نمبر بھیج دیں۔۔۔۔"علینہ نے کہا تھا۔

ہاں کیوں نہیں ابھی بھیج دیتا ہوں۔ویسے اداس ہو گا وہ بہت بیچارے نے اپنے جگر کا ٹکرا تمہیں دیا ہے۔۔۔"ابراہیم نے اپنا لہجہ معصوم بنایا تھا۔

"بالکل آج گولڈی مجھ سے دور ہو جائے تو میرا حال برا ہو جائے گا۔۔۔"علینہ نے کہا تھا۔

"میں سمجھ سکتی ہوں اس کا دکھ۔۔۔"علینہ نے ہمدردی بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"ہاں اب خود ہی بھگتے گا۔۔۔"ابراہیم نے دل ہی دل میں کہا تھا۔

شندانہ نے چوڑیوں والے ہاتھ کی ڈی پی لگائی تھی۔ابراہیم نے دیکھا تو بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

"اللہ اللہ یہ لڑکی۔۔۔"ابراہیم نے ڈی پی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

آج دس دن ہو گئے تھے شندانہ سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔پتا نہیں کب بات کرے گی۔کوئی پینٹنگ بھی تو نہیں لگا رہی۔۔"ابراہیم بڑبڑایا تھا۔

پھر اس نے پیج کھولا تھا۔وہاں کچھ نہیں تھا۔وہ اداسی سے مسکرا دیا۔

ابھی تو آگ کا دریا پار کرنا تھا۔شندانہ آسانی سے حاصل ہونے والی تو نہ تھی۔اوپر سے ہما کی فکر تھی۔پھر خاندان کے سو بکھیڑے تھے۔اور ٹف جاب ساتھ ساتھ۔اس میں صرف ایک روشن دان کھلا تھا اور وہ تھا شندانہ۔

کوئی میسج آیا تھا۔اس نے دیکھا تو وہ شندانہ کا تھا۔وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

"ابراہیم!"

"جی۔۔۔"

"واٹس ایپ آن کریں۔۔۔۔"میسج آیا تھا۔ابراہیم نے موبائل ڈیٹا آن کیا تھا۔واٹس ایپ پیغامات سے بھرا ہوا تھا۔

اس نے شندانہ کا نمبر" Life Line "کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔

نام پر کلک کیا تو تصویر کھلی تھی۔گلاب کے باغ میں دو وجود بیٹھے ہوئے تھے۔لڑکی کا چہرہ واضح نہیں تھا۔اور لڑکے کی پشت دکھائی گئی تھی۔لڑکے کے ہاتھ میں دو کنگن تھے جو وہ لڑکی کی کلائی میں ڈال رہا تھا۔نیچے زمین پر گلاب بکھرے تھے۔

ابراہیم ششدر رہ گیا۔بہت خوبصورت پینٹنگ تھی۔اس کا دل چاہا وہ بے اختیار ابھی شندانہ کے سامنے چلا جائے۔

پینٹنگ کی صورت میں بہت خوبصورت اظہار تھا۔اتنے دنوں کی مزاج پر چھائی بےزاری مٹ گئی چکی تھی۔

ابراہیم نے فوراً کال ملائی تھی۔

"کیسا لگا سرپرائز۔۔"اس نے فون اٹینڈ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اچھا لگا مگر نہ سلام دعا نہ حال چال سیدھا سرپرائز پر آ گئیں آپ۔۔۔"ابراہیم نے شکوہ کیا تھا۔

"میں مصروف تھی۔پرسوں ایگزامز ختم ہوئے۔پھر تین دن سے پینٹنگ بنا رہی تھی۔۔۔" شندانہ نے مجبوری بتائی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔میں ویسے بھی ابھی کوئی حق نہیں رکھتا کہ تم سے سوال و جواب کروں۔۔۔"ابراہیم نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"ابراہیم۔۔۔!"

"ہاں بولو۔۔"وہ ہمہ تن گوش تھا۔

"آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں۔۔۔"شندانہ کا لہجہ مدھم تھا۔

"تو کیسی کروں میرے جو حالات ہیں ان میں ایسی باتیں ہی ہو سکتی ہیں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا

۔

"آپ نے میرا دل توڑ دیا اتنی محبت سے پینٹنگ بنائی تھی، دل ہی خراب ہو گیا، بس پھینک دوں گی اسے میں۔۔۔۔"شندانہ روٹھ گئ تھی۔

"ارے نہیں۔۔۔میں تو ویسے کہہ رہا تھا۔۔۔"

ابراہیم بوکھلا اُٹھا۔

"بس رہنے دیں آپ نے بہت باتیں سنائی ہیں مجھے۔۔۔۔"اب وہ بلند آواز میں رونے لگی تھی اور اب حسب عادت فون بند کر دیا تھا اس نے۔

ابراہیم نے دیوار پر زور سے مکا مارا تھا۔

ابراہیم ہی اب تک دوسروں سے ناراض ہوتا آیا تھا۔آج تک اس سے ناراض کوئی نہیں ہوا تھا ۔اگر ہوتا بھی تھا تو سب جانتے تھے۔ابراہیم روٹھنے منانے جیسے چونچلوں میں نہیں پڑتا تھا۔وہ بس اپنا رویہ ٹھیک کر لیتا تھا۔

ہما بھی اس سے کبھی ناراض نہیں ہوئی تھی۔باقی تو سارے خاندان کی لڑکیوں کا بھائی تھا۔جو اس کے ناز اُٹھاتے نہیں تھکتی تھیں۔شندانہ نامی بات بات پر روٹھنے والی لڑکی سے اس کا واسطہ پہلی بار پڑا تھا۔

"شندانہ! مجھے لڑکیوں کو منانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔۔۔"اس نے میسج کیا تھا۔

وہاں جی بھر کے رونے کے بعد شندانہ کو خیال آیا تو فون آن کیا۔وہ آن لائن تھا۔شندانہ اس کی پروفائل فوٹو دیکھنے لگی تھی۔

ابراہیم کالنگ اسکرین پر لکھا آنے لگا تھا۔اس نے کال اٹینڈ کر لی تھی۔

"سوری۔۔۔"وہ بے تابی سے بولا تھا۔

"کس بات پر۔۔۔"نروٹھے پن سے کہا گیا تھا۔

"تھوڑی دیر پہلے ہونے والی تکرار پر۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"آپ سوئے نہیں۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ روتیں رہتیں اور میں سو جاتا۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔وہ آنکھیں بند کیے بات کر رہا تھا۔

"تو ایسی باتیں ہی نہ کرتے آپ۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا کھانا کھایا تم نے۔۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"بالکل میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو بات بات پر کھانا چھوڑ دیتی ہیں۔۔"شندانہ نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا جی۔۔۔"وہ بولا تھا۔

"ہاں جی۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

پھر خاموشی چھا گئی تھی۔اب تو شندانہ کی بھی آنکھیں بند تھیں۔

"پینٹنگ بہت اچھی تھی۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"سچ میں۔۔۔۔"دوسری طرف سے پوچھا گیا تھا۔

"ہاں بالکل سچ۔۔۔"وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔جواب میں خاموشی چھا گئی تھی۔

"کل آؤں گا دیکھنے تمہیں۔۔۔"۔ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیوں۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"بس میرا دل ہے۔۔۔۔"وہ بولا تھا۔

"بہت خراب دل ہے ویسے۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا جی۔۔۔۔"ابراہیم بولا تھا۔

شندانہ نے پھر ناک سکوڑا تھا۔

"اچھا آپ ہمیشہ قمیض شلوار میں کیوں آتے ہیں۔کبھی پینٹ شرٹ میں بھی تو آئیں نا۔۔۔" شندانہ نے کہا تھا۔

"بس ویسے ہی ہم لوگ یہاں پر زراپرائیویسی سے کام کر رہے ہیں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"تمہارا فیورٹ کلر کونسا ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"نیوی بلیو اور وائٹ آج کل۔۔۔"جھٹ سے جواب آیا تھا۔

"ابراہیم!"پکارا گیا تھا۔

"جی۔۔۔۔۔"وہ جی جان سے حاضر تھا۔

"میری برتھ ڈے بھی ہے کل۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"تم نے بتایا ہی نہیں پہلے۔۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"آپکو پوچھنا چاہیے تھا۔۔۔"یہ قصور بھی اس کا نکلا تھا۔

"کیا گفٹ چاہیے۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"بس آپ کل آئیں گے نا میں آپ کو دیکھ لوں گی۔اتنا کافی ہے میرے لیے۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

اچھا وہ تو ہو گا اس کے علاوہ کیا چاہیے۔

"اسکے علاوہ مجھے ایک جوڑا چاہیے۔اور ایک پائل۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔اور ابراہیم تو اس فرمائش پر جیسے کھل اُٹھا تھا۔شندانہ نے پہلی بار فرمائش کی تھی۔

"آپکی برتھ ڈے کب ہوتی ہے۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"دس مارچ۔۔۔"جواب آیا تھا۔

"فروری کے اینڈ میں ہمارا آپریشن ختم ہو جائے گا۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"تو آپ چلے جائیں گے۔۔۔"شندانہ نے اداس لہجے میں کہا تھا۔

"ہاں جانے سے پہلے مل لیں گے نا۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیا مستقل یہاں نہیں رہ سکتے آپ۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"نہیں ابھی تو ممکن نہیں ہے۔۔۔"ابراہیم بولا تھا۔

"اچھا میں رکھتی ہوں۔تین گھنٹے ہو گئے ہیں بات کرتے کرتے جناب۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا

۔

"اچھا اللہ حافظ۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"خالہ ابراہیم کب آئیں گے۔۔۔" ہمانے پوچھا تھا۔

"تمہارا شوہر ہے۔ تمہیں خبر رکھنی چاہیے۔۔۔" انہوں نے کہا تھا۔

"وہ کہاں بتاتے ہیں۔ بس کہتے ہیں جلد آجاؤں گا۔ ایسا لگتا ہے آپریشن کرنے نہیں گئے وہ کسی انجوائمنٹ کے لیے گئے ہیں۔۔۔"

"اچھا ہاں سب جوان ہوتے ہیں وہاں بھرپور مزہ کرتے ہیں سب۔۔۔" وہ بولی تھیں۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔" ہما اداسی سے مسکرا دی تھی۔

"لیکن یہاں کوئی مر رہا ہے جدائی میں۔۔۔۔" ہما کو پہلی بار ابراہیم کی جاب بری لگی تھی۔

خاور نے جیسے ہی فون اُٹھایا تھا۔ سماعت میں مدھر سی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔

"اسلام علیکم! خاور صاحب۔۔۔۔"

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں آپ۔۔" خاور بولا تھا۔

"ٹھیک ہوں میں بہت بہت شکریہ دونوں چیزوں کے لیے۔۔۔" علینہ نے کہا تھا۔

"کوئی بات نہیں مجھ سے ابراہیم نے کہا تھا تو میں انکار نہیں کر سکا تھا۔۔۔"

"شکریہ بہت بہت میں شادی پر تھوڑا روڈ ہو گئی تھی اس کے لیے معذرت۔۔۔" علینہ نے لگے ہاتھوں معذرت کر ڈالی تھی۔

"کوئی نہیں ہو جاتا ہے۔۔۔۔" خاور نے کہا تھا۔

"او کے اللہ حافظ۔۔۔" علینہ نے کہا تھا۔

"اللہ حافظ۔۔" خاور نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

شندانہ کی آج سالگرہ تھی۔ پہلی سالگرہ تھی جس پر یاور نہیں تھا۔ خیر سب سے پہلے وش اسے یاور اور تحریم نے کیا تھا۔ اور پھر وقتاً فوقتاً سب کر رہے تھے۔ ممی نے اس کے لیے کیک بیک کیا تھا۔ بڑی اماں نے شال اور چوڑیاں دی تھیں۔ پاپا نے گولڈ کی چین دی تھی۔ لیکن ایک شخص جس کو سب سے پہلے وش کرنا چاہیے تھا وہ غائب تھا۔ وہ خوش ہونے کی ناکام ایکٹنگ ہی کر رہی تھی۔ وادی کے بچے بھی اس کے لیے پھول اور چاکلیٹس لائے تھے۔ رات کو اس کا فیورٹ ڈنر تھا۔ لیکن سب بے سود تھا۔

ابراہیم نے رات دس بجے تک شندانہ سے بات کی تھی۔ بارہ بجنے میں کچھ منٹ باقی تھے کہ دشمن کی طرف سے فائرنگ ہو گئی تھی۔ پھر تو وہ زور و شور سے لڑائی ہوئی کہ اللہ کی پناہ۔ صبح فجر کے وقت جا کر طوفان تھما تھا۔ مخالف گروپ کے کافی لوگ مر گئے تھے۔ ان کا ٹھکانہ تباہ کر دیا گیا تھا۔ وہاں سے بارود اور بے شمار اسلحہ ملا تھا۔ یہاں سے بھی دو فوجی شدید زخمی ہوئے تھے۔ انہیں سی ایم ایچ بھیج دیا گیا تھا۔ ابراہیم پر فائر تو نہیں ہوا تھا مگر ایک فائرنگ کرتے ہوئے اس کا پاؤں جھاڑیوں میں اڑ گیا تھا تو وہ نیچے گر گیا تھا اور بہت ہی بری موچ آ گئی تھی۔ پاؤں میں شدید درد تھا۔ وہ چل نہیں سکتا تھا۔ ایک ہفتے کا ریسٹ بتایا گیا تھا۔

پورا دن گزر گیا تھا لیکن ابراہیم کی کوئی خبر نہیں تھی۔پاپا بتا رہے تھے کہ کل رات کافی زوردار لڑائی ہوئی تھی فورسز اور دہشت گردوں میں۔دو لوگ زخمی بھی ہو گئے تھے۔لیکن علاقہ خالی کروا لیا گیا تھا۔اب قدرے سکون تھا۔

"مطلب آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔تو کیا وہ چلا گیا مجھ سے ملے بغیر۔۔۔"شندانہ کمرے میں آ کر رونے والی ہو گئی تھی۔

"ہو سکتا ہے کوئی مجبوری درپیش آگئی ہو۔۔۔"

شندانہ نے سوچا تھا۔

"ہاں اتنی زوردار لڑائی تھی۔وقت ہی نہیں ملا ہو گا۔۔۔"شندانہ نے سوچا تھا۔

"کیا ان زخمی ہونے والوں میں ابراہیم تو نہیں ہے۔۔۔"اس کا دل اس خیال سے سہم گیا تھا۔

یاور اور تحریم لندن آئے ہوئے تھے۔یہ زندگی کے رنگ بہت خوبصورت تھے۔آج کل تو تحریم ہواؤں میں اُڑ رہی تھی۔

"یاور مجھے لگتا تھا آپ بورنگ ہیں۔پر آپ بالکل نہیں ہیں۔۔۔"تحریم نے کہا تھا۔

"شکریہ میری معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"اچھا میں فارم ہاؤس کو مس کر رہا ہوں۔۔۔"یاور بولا تھا۔

"اس ویک اینڈ کی ٹکٹس کروالیں آپ۔۔۔"تحریم نے کہا تھا اور یاور مسکرا دیا۔

سفینہ لاج میں کافی رونق تھی۔

ابراہیم اپنی شادی کے بعد اب خانپور آیا تھا۔ ہما بہت خوش تھی۔ جبکہ ابراہیم تھوڑا بہت اداس تھا۔ حالات ایسے ہو گئے تھے کہ وہ شندانہ سے مل ہی نہیں سکا تھا۔ پھر پاؤں میں موچ نے کام بگاڑ دیا تھا۔ وہ فی الحال نہیں چل سکتا تھا۔ وہ یاور اور طلحہ کو بھی مس کر رہا تھا اور شندانہ کو بھی۔ خاور اور طلحہ اس ویک اینڈ پر آنے والے تھے۔ ابراہیم دوائیوں کے زیر اثر تین دن سے نیند میں تھا۔ وہ اُٹھتا کھانا کھاتا دوائی لیکر سو جاتا تھا۔ آج کچھ طبیعت بہتر تھی۔ اس نے فون چارجنگ پر لگایا تھا۔ اس کے بعد وہ شندانہ سے بات کرے گا اس نے سوچا تھا۔ وہ اسٹک کی مدد سے آہستہ آہستہ آہستہ اب چل سکتا تھا۔

دوسری جانب شندانہ کو غصہ تھا۔ چار دن گزر گئے تھے ابراہیم کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ اس کا نمبر بند تھا۔ سالگرہ کا غصہ بھول کر وہ اب اس کے غائب ہو جانے پر پریشان تھی اور اداس تو بہت ہی زیادہ تھی۔

"طلحہ بھائی سے بات کرتی ہوں ہو سکتا ہے کوئی سن گن مل جائے۔۔۔" اس نے خود کلامی کی تھی۔

شندانہ نے طلحہ کو فون ملایا تھا۔ اس کا نمبر بزی جا رہا تھا۔

پھر رات کو اس کا ٹیکسٹ آیا تھا کہ ابھی مصروف ہے فارغ ہو کر بات کرے گا۔

وہ بے اختیار رو پڑی تھی۔

"میں آخر کس سے پوچھوں میرے مالک!"

شاید وہ قبولیت کا لمحہ تھا۔اس کی دعا سن لی گئی تھی۔فون بجنے لگا تھا۔

اس نے نم آنکھوں سے اسکرین پر دیکھا تھا۔

"ابراہیم کالنگ!"اسکے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔اس نے کال اُٹھالی تھی۔

"شندانہ!"ابراہیم نے تڑپ کر پکارا تھا۔

شندانہ جو پہلے رو رہی تھی اب سسکیاں بھر کر رونے لگی تھی۔

"چپ کر جاؤ۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"کہاں تھے اتنے دن سے۔۔۔"شکوہ کیا گیا تھا۔

ابراہیم نے جواباً پورا حال سنایا تھا۔

"اچھا تو آپ اب ہما کے پاس ہیں۔۔۔۔"شندانہ کو حسد سا محسوس ہوا تھا۔

"ہاں گھر ہوں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"اچھا تو پھر ٹھیک ہے اللہ حافظ آپ مصروف ہوں گے۔۔۔"شندانہ نے جلدی سے کہہ کر فون کاٹ دیا تھا۔

"سوری۔۔۔"ابراہیم کا میسج آیا تھا۔شندانہ نے سوچ لیا تھا۔وہ اتنی آسانی سے نہیں ماننے والی تھی۔

ابراہیم کی پھر کال آرہی تھی۔اس نے نہیں اُٹھائی تھی۔

New Era Magazine

"اچھا اب سوری تو کر رہا ہوں بات کرلو۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

شندانہ نے مسکراتے ہوئے کال اُٹھائی تھی۔

"پتا بھی ہے میں نے یہ دن کیسے گزارے ہیں۔۔۔"وہ غصے میں آگئی تھی۔

"اللہ تم بھی لڑتی ہو۔۔۔"ابراہیم شرارتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میری برتھ ڈے پر بھی آپ نے وش نہیں کیا تھا۔۔۔"شندانہ نے شکوہ کیا تھا۔

"سوری اب نیکسٹ آئے گی ناوہ ساتھ سیلیبریٹ کریں گے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیاایسا ممکن ہو پائے گا۔۔۔"اس کے لہجے میں خدشات تھے۔

"ہاں انشاءاللہ۔۔۔"ابراہیم نے یقینی لہجے میں کہا تھا۔

"پتاہے ایک پل بھی سکون سے نہیں گزرا میرا۔سوات اب ویسا نہیں رہا۔آپکے جانے کے بعد اداس ہے دل ہی نہیں لگتا۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"میں پھر سے آجاؤں گا۔۔"ابراہیم نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

"لیکن کب۔۔۔"شندانہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

"رونامت۔۔۔۔"ابراہیم نے فوراً کہا تھا۔

"ہما بہت خوش قسمت ہے۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

ابراہیم ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا تھا۔

"خوش قسمت تم ہو ہما کے پاس صرف میرا وجود ہے۔میرے دل کی مالک تو تم ہو۔۔۔"

ابراہیم نے کہا تھا۔

"ابراہیم۔۔۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"جی۔۔۔"وہ ہمہ تن گوش تھا۔

"آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے۔۔۔"خدشات بھرے لہجے میں وہ بولی تھی۔

"زندگی بھر نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"ابراہیم بولا تھا۔

"اچھا ہم ملیں گے کب۔۔۔"وہ بولی تھی۔

"بہت جلد۔۔۔۔"یقین بھرے لہجے میں کہا گیا تھا۔

"شندانہ میری جاب ایسی ہے۔اگر پھر کبھی ایسا ہوا تو تم صبر کرنا۔میں راستے میں چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

ابراہیم جب سے آپریشن سے واپس آیا تھا اسکے تیور بدلے ہوئے تھے۔

وہ ہما سے فاصلے پر تھا۔ہما کے دل میں کچھ کھٹکا تھا۔

ابراہیم کا دل پہلے بھی ہما کی جانب مائل نہیں تھا۔اب تو جب سے شندانہ کی جانب سے پذیرائی ملی تھی۔اس کا دل مکمل بغاوت پر اتر آیا تھا۔

"کیا خوشیاں تھوڑے عرصے کے لیے تھیں۔۔۔"ہما نے سوچا تھا۔

"بیچاری۔۔!"وقت نے افسوس کیا تھا۔

بڑی اماں کو شندانہ کے رنگ ڈھنگ زرا بدلے بدلے سے لگے تھے۔

"یہ تم ہر وقت کمرے میں کیوں گھسی رہتی ہو۔میرے پاس تو نہیں آتی آجکل۔۔۔"بڑی اماں نے گہری نظروں سے شندانہ کا جائزہ لیا تھا۔

"بس وہ پچھلے دنوں پینٹنگز بناتی رہی ہوں۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اچھا دفعہ کرواسے اب پڑھائی پر دھیان دو۔۔۔۔"بڑی اماں نے کہا تھا۔

"جی بڑی اماں۔۔۔"شندانہ نے مسکراتے ہوئے لبوں سے کہا تھا۔

"کچھ نہ کچھ کھچڑی تو پک رہی ہے۔۔۔"بڑی اماں نے سوچا تھا۔

بڑی اماں یہ نہیں جانتی تھیں کہ کھچڑی نہیں پوری بریانی پکی ہوئی ہے جو عشق کے دم پر جلد لگنے ہی والی تھی۔بڑی اماں کو بہت جلد آگاہی ملنے والی تھی۔

فروری کا آغاز تھا اور اب بھی سردی عروج پر تھی۔ٹھنڈی ہواؤں کی وجہ سے ہر کوئی کمروں میں دبکا ہوا تھا۔

"روزی۔۔۔؟"ریاض نے چائے لیکر آتی روزی کو پکارا تھا۔

"کیا ہے۔۔۔؟"اس نے لٹھ مار انداز میں پوچھا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟آج کل پھرا کھڑی اکھڑی پھر رہی ہو؟"ریاض نے عاجزی بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"میں تو ایسی ہی تھی اور ایسے ہی رہوں گی۔۔۔"روزی نے نروٹھے پن سے کہا تھا۔

"اچھا بات تو سنو۔۔۔"ریاض بولا تھا۔

"کیا ہے جلدی بولو یہاں بہت سردی ہے۔۔۔"روزی نے چائے کے سپ لیتے ہوئے کہا تھا

۔

"میں نے اماں ابا سے بات کی ہے ہمارے رشتے کی وہ آج بڑی اماں سے بات کریں گے۔۔۔"

ریاض نے چمکتی آنکھوں سے کہا تھا۔

سانولی رنگت والا اونچا لمبا ریاض اتنا برا بھی نہیں تھا۔

"ہاں وہ ٹھیک ہے۔اچھا میں چلتی ہوں۔۔۔"روزی نے کہا تھا۔اور اندر ہو لی۔اس کے لبوں پر ہلکی مسکان تھی۔

یہ دل کا معاملہ تھا۔وقت کے ساتھ ہی ریاض کو روزی کی توجہ حاصل ہونی تھی۔

"ہے تو خوبصورت پر ہے بڑی نخریلی۔۔۔"پیچھے سے ریاض بڑبڑایا تھا۔

"لو دیکھو مل گیا نہ اسے ہم سفر۔۔۔"وقت نے کامیابی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں میاں یہ کام تو تم خوب جانتے ہو۔میں رہی دل کی مکین تم تو دنیا کے مکین ہو دنیاوی جوڑ توڑ میں ماہر۔۔۔"محبت نے کہا تھا۔

وقت مسکرا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

"ابراہیم اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟"ہما نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔آج کل فربہی مائل وجود کے باعث وہ اپنے آپکو ڈھانپ کر رکھتی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔آپ سنائیں کیسی ہیں؟"ابراہیم نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔آپ پاس ہوتے ہیں تو میں ٹھیک ہو جاتی ہوں۔۔۔"ہما نے محبت کا اظہار کیا تھا۔

"آہ ہما!میں تم سے معذرت خواہ ہوں میرے دل میں تم زرا بھر بھی محبت نہیں جگا سکیں حالانکہ تم سراپا محبت ہو۔۔۔۔"ابراہیم نے دل میں افسوس کیا اور پھیکی مسکراہٹ سے ہما کو نوازا تھا۔

"آہ پیاری!میں صرف افسوس ہی کر سکتی ہوں۔۔۔۔"وفا نے کہا تھا۔

یک طرفہ محبت فقط ایک عذاب کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ہما جواباً مسکرائی تھی۔

تحریم اور یاور کافی پینے اتفاق سے نوشیر اوں کے کیفے آئے تھے۔

"میں نے اس کیفے کی بڑی تعریف سنی ہے۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"ہاں لگ تو اچھا رہا ہے۔۔۔۔"تحریم نے سجاوٹ دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کافی کلر میں پینٹ ہوا ہوا تھا اور نفاست سے سجا ہوا یہ کیفے Typicall سے زرا ہٹ کر لگ رہا تھا۔نوشیر واں نے اب ہیلپرز رکھ لیے تھے۔

میری نوشیر واں کو ڈھونڈتی ہوئی آئی تو تحریم کی نظر اس پر پڑ گئی۔

"ہائے میری!!!"۔تحریم نے پر جوش انداز میں ہاتھ ہلایا تھا۔

میری نے مڑ کر دیکھا تھا اور مسکرا دی تھی۔

اس نے بھی تحریم کو پہچان لیا تھا۔

یاور فون کال اٹینڈ کر کے آیا تو تحریم کو خوش گپیوں میں مصروف پایا۔

"میری یہ یاور میرے ہسبینڈ۔۔۔"تحریم نے تعارف کروایا تھا۔میری نے مسکرا کر ہیلو کہا تھا

۔

"یاور یہ میری ہے۔ہما بھابھی کی بیسٹ فرینڈ اور میری بھی دوست ہے۔۔۔"تحریم نے کہا تھا

۔

"نائس ٹو میٹ یو۔۔۔"یاور نے مسکرا کر کہا تھا۔

پھر میری نے انہیں کافی اور اسنیکس کھلائے تھے۔

"یہ میرے کزن کا کیفے ہے۔۔۔"میری نے انہیں جاتے وقت بتایا تھا۔دونوں نے نمبر ایکسچینج کر لیے تھے۔تحریم آج بہت خوش تھی۔

"آج ہما کی کزن آئی تھی کیفے۔۔۔"شام میں میری نے نوشیرواں کو بتایا تھا۔جب وہ کلاس لیکر آیا تھا۔

"اچھا۔۔۔"وہ بس ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔

"نوشیرواں!میں نے نوٹ کیا ہے تم ہما سے شاید کسی بات پر ناراض ہو۔پہلے تم اس کا بہت ذکر کرتے تھے۔اب تو کبھی نام تک نہیں لیتے۔۔۔"میری نے پوچھا تھا۔

"نہیں، بالکل بھی نہیں بس زندگی مصروف ہو گئی ہے۔اس کی بھی شادی ہو گئی ہے۔تو پہلے جیسی بات تو نہیں رہتی۔۔۔"نوشیرواں نے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے توجیہہ پیش کی تھی۔

"پھر بھی ہم اچھے دوست رہ چکے ہیں۔ہم تینوں نے ساتھ ڈگری لی ہے۔تم اس سے کبھی کبھی بات کر لیا کرو۔ہما بھی شکوہ کر رہی تھی۔۔۔"میری نے کہا تھا۔

"ہاں کوشش کروں گا۔۔۔۔"نوشیرواں نے اسے ٹالا تھا۔

وہ اب کیا بتاتا کہ جب وہ ہما کو پور پور ابراہیم کی محبت کے رنگ میں رنگا ہوا دیکھتا ہے تو یہ سب اسکے لیے Unbearable ہو جاتا ہے۔وہ اپنی شدتوں سے ڈرتا تھا۔اسنے کبھی بھی ہما کو بدعا نہیں دی تھی۔مگر بعض اوقات آپکی خاموش آہیں کسی دوسرے کے لیے Missfortune بن جاتی ہیں۔ہما کو نوشیرواں کی تو نہیں مگر نصیب کی نظر شاید لگ چکی تھی۔

ویک اینڈ آ چکا تھا۔اور ساتھ خاور اور طلحہ بھی ابراہیم کے پاس آ چکے تھے۔دونوں بہت خوش تھے۔

"یار کافی عرصہ بعد ہم لوگ اکھٹے ہوئے ہیں۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

"ہاں یہ تو ہے۔پہلے ہماری Trainings ہی جان کو آئی ہوئی تھیں۔پھر تم کالام چلے گئے۔۔۔"طلحہ نے کہا تھا۔ابراہیم مسکرا دیا تھا۔

"یار تو، تو نکھر کر واپس آیا تھا۔۔۔" خاور نے غور سے ابراہیم کو دیکھا تھا۔ شہابی رنگت مزید نکھر گئی تھی۔ آنکھوں میں چمک ستاروں کو مات دے رہی تھی۔ پورے وجود پر خوشی خمار کی مانند چھائی ہوئی تھی۔

"کہہ تو تو ٹھیک رہا ہے خاور۔۔۔" طلحہ نے ابراہیم کو بغور دیکھا تھا۔

"بس کر دو ڈرامے بازو! وہاں مصروفیت بہت تھی۔ اب ریسٹ پر تھا تو شاید اس لیے لگ رہا ہوں۔۔۔" ابراہیم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"بتیسی ہی اندر نہیں ہو رہی اس کی۔۔۔" خاور نے کن انکھیوں سے ابراہیم کو دیکھا تھا۔

ابراہیم نے کشن اُٹھا کر اسے دے مارا تھا۔

ابراہیم بظاہر ہما کے ساتھ ویسے تھا۔ پر ان کے درمیان کچھ آ گیا تھا۔ ایک بے نام سی دوری 'کوئی الجھن یا پھر کوئی تشنگی۔ ہما اسے کوئی نام نہیں دے سکی تھی۔ وہ بس اپنے پاگل دل کو ٹال رہی تھی۔ وہ اسے ٹالنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

"مجھے ابراہیم کا رویہ مختلف لگا ہے بہت۔۔" فون پر ہما نے سمین سے کہا تھا۔

"مختلف یا بور۔۔۔" سمین نے پوچھا تھا۔

"بس ایسا لگتا وہ بدل گئے ہیں۔۔۔" ہما نے شکوہ کیا تھا۔

پاگل وہ بدلا نہیں ہے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ شادی کی ابتدا میں اس کا انداز والہانہ تھا۔ پھر وہ نارمل ہو گیا تو تمہیں بدلا ہوا لگ رہا ہے ابراہیم کوئی بہت رومینٹک انسان نہیں ہے۔ بلکہ وہ

Practical ہے۔ تمہیں ان سب باتوں کا عادی ہونا پڑے گا۔اس کا مزاج ایسا ہے۔لیکن وہ Kind-hearted اور Caring ہے۔ہما تمہارے کپل پر لوگ رشک کرتے ہیں ۔اور انہیں کرتے رہنا چاہیے۔۔۔۔" سمین آپا نے تفصیلاً جواب دیا تھا۔

"جی مجھے پتا ہے۔پر میرا دل ابراہیم کے معاملے میں بہت Touchy ہے۔کیا کروں زرا سا بھی کچھ ہو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا ہے۔۔۔" ہما نے کہا تھا۔

ہاں محبت ہوتی ہی وہی ہے۔اس میں دل کو پنکھ لگے رہتے ہیں۔آپ سکون میں رہ ہی نہیں سکتے۔کیونکہ دل رہنے ہی نہیں دیتا ہے۔۔۔" سمین بولی تھیں۔

"جی کچھ ایسا ہی ہے۔۔۔" ہما نے تائید کی تھی۔

اس کے دل کو بھی پنکھ لگے ہوئے تھے۔پل بھر کا سکون نہیں تھا۔ہما یہ بھول رہی تھی کہ ابراہیم کی وہ صرف بیوی تھی۔ محبوبہ نہیں تھی۔ لیکن ابراہیم اس کا پہلے محبوب تھا اور پھر شوہر بنا تھا۔ بہر حال فرق تو تھا۔اور یہی فرق ہما کو چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

"اب خدا کا واسطہ ہے سو جاؤ رات کے دو بج رہے ہیں۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیوں تم نے بھابھی کے پاس جانا ہے زن مرید نہ ہو تو۔۔۔" خاور نے جھٹ سے طعنہ مارا تھا

۔

"نہیں ویسے کہہ رہا ہوں۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

"اتنے دن سے بیگم کے پاس تھے دل نہیں بھرا کیا۔۔۔" طلحہ نے لتاڑا تھا۔

"تم لوگوں کی بکواس بند ہو گی۔۔۔" ابراہیم نے کہہ کر چادر سر تک تان لی تھی۔

"اللہ اللہ بیچارہ بے بس پڑا ہے۔۔۔" خاور نے کہا تھا۔

"نہیں مر رہا میں جدائی میں ویسے ہی کہا تھا کہ صبح جلدی اُٹھ کر واک کریں گے۔۔۔" ابراہیم نے جواب دیا تھا۔

"ہمارے شہزادے نے آج تک تو کبھی واک نہیں کی ہے۔ کل پہلی بار کریں گے۔۔۔" طلحہ نے کہا تھا۔

پہاڑی بکرے تجھے تو میں دیکھ لوں گا۔۔" ابراہیم نے اسکے پاؤں پر چٹکی کاٹی تھی۔

"پہاڑی لوگوں سے مت ٹکرانا۔ ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں ہم۔۔۔" طلحہ نے دھمکی دی تھی۔

"واقعی بہت ظالم لوگ ہو۔ گھائل کر دیتے ہو۔ جو کوئی اور نہیں کر سکتا وہ کر لیتے ہو۔ مان گئے بھئی۔۔" ابراہیم نے نرم لہجے میں کہا تھا۔

"ارے اس کو ہو کیا گیا ہے۔۔۔" خاور نے کہا تھا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بیوی کی جدائی میں اور کچھ نہیں ہوا۔۔۔" طلحہ نے کہا تھا۔ اور تینوں کا قہقہہ مشترکہ تھا۔

ابراہیم شندانہ سے بات کرنا چاہتا تھا جو کہ ان دونوں کی موجودگی میں ناممکن تھا۔ وہ اب دل مسوس کر کے رہ گیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

New Era Magazine

بیچارہ ابراہیم جس کی نبض گھڑی کی سوئی کے ساتھ چلتی تھی۔اب وہ شندانہ کے ساتھ چل رہی تھی۔کیا ہو گیا تھا۔اور کیا ہونے جا رہا تھا۔سب لوگ انجان تھے۔پر جو ہو رہا تھا واقعتاً ٹھیک نہیں تھا۔

یاور اور تحریم کی کل رات میں پاکستان کے لیے فلائٹ تھی۔ان چند دنوں میں میری ہما کی پکی والی سہیلی بن چکی تھی۔میری نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہما کے بچے کی پیدائش پر آئے گی تو تحریم کے سسرال بھی آئے گی۔نوشیرواں تحریم کو میری کے لیے پسند آیا تھا۔

"بیگم اب کچھ رہ گیا ہے یا اور بھی کچھ خریدنا ہے۔۔۔"یاور نے ناشتہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"آج پیکنگ کروں گی تو دیکھ لوں گی۔۔۔"تحریم نے فرنچ ٹوسٹ کھاتے ہوئے کہا تھا۔

"اب بھی کچھ رہ گیا ہے کمال ہے۔۔۔"یاور بڑبڑایا تھا۔

"کیا کہا۔۔۔"تحریم نے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔"یاور جھٹ سے بولا تھا۔

شادی کرنا آسان تھا۔لیکن بیگم کی شاپنگ کی عادت کو برداشت کرنا مشکل تھا۔اور بیگم بھی وہ جو روز نیا جوڑا پہنتی ہو اور ہر طرح کی شاپنگ کرنا اپنا حق سمجھتی ہو۔

تحریم نے چائے کے سپ لیتے شوہر نامدار کو غور سے دیکھا تھا۔

"سچ کہتی ہیں میری سہیلیاں مرد شوہر کے عہدے پر فائز ہوتے ہی کنجوس ہو جاتے ہیں۔ان کا بیلنس گھٹنے لگتا ہے۔اور بیوی کی شاپنگ دیکھ کر تو بعض اوقات سانس بھی رکنے لگتا ہے۔۔۔"

"خیریت ہے۔۔۔" یاور نے پوچھا تھا۔

"نہیں بس ویسے ہی پیار آرہا تھا۔۔" تحریم نے بناوٹی انداز اپنایا تھا۔ یاور مسکرا دیا۔

"خیر جیسی بھی ہے میری بیوی ہے اب تو۔۔" یاور نے خود کو تسلی دی تھی۔

"بیوی نہیں بینک بیلنس کو کھانے والی مشین بیاہ کر لے آئے ہو یاور میاں۔۔۔" وقت نے قہقہہ لگایا تھا۔

"محبت کرنا اب اتنا بھی آسان نہیں ہے۔ میں کوئی بچوں کا کھیل تھوڑی ہوں۔۔۔" محبت بڑبڑائی تھی۔

سوات میں موسم دلکش تھا۔ نرم نرم دھوپ تھی۔ نیازی منزل میں معمول کی سرگرمیاں جاری تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے لاڈورانی جو سکون نہیں آرہا آپکو۔۔۔۔۔" گل مکئی نے چکر کاٹتی شدانہ سے پوچھا تھا۔

"بس بور ہو رہی ہوں۔۔۔" شدانہ نے کہا اور پھر چلنے لگی تھی۔

"تو کیا خود کو اذیت دینے سے ختم ہو جائے گی بوریت۔۔۔" انہوں نے پوچھا تھا۔

"نہیں بس ویسے ہی۔۔۔" شدانہ نے غور سے ماں کا روشن چہرہ دیکھا تھا۔

"اچھا اندر آؤ چائے پیتے ہیں۔۔۔" وہ بولی تھیں۔

شندانہ ساتھ ہولی تھی۔ابراہیم کا کل سے اب تک کوئی فون اور میسج نہیں آیا تھا۔وہ بے چین ہو رہی تھی۔بلکہ یہ کہا جائے کہ وہ ہما سے جیلس ہو رہی تھی۔تو ٹھیک تھا۔

شندانہ نے اپنی اب تک کی زندگی میں جو چاہا تھا حاصل کیا تھا۔لیکن ابراہیم جو کوئی نہیں تھا۔وہ جیتا جاگتا آن بان رکھنے والا مرد تھا۔شندانہ کو پہلی بار اندازہ ہوا تھا کہ جب کچھ نا قابل رسائی ہوتا ہے تو کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔اور جب یہ پتا ہو کہ آپ کا محبوب کسی اور کا شوہر بھی ہے۔تو زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔شندانہ بھی اسی تکلیف سے گزر رہی تھی۔۔اور اصل بے بسی تو یہ تھی کہ وہ کسی کے سامنے ابراہیم کا نام نہیں لے سکتی تھی۔

"بس چند دنوں میں یاور اور تحریم یہاں ہوں گے۔پھر بوریت نہیں ہو گی تمہیں۔۔۔" گل مکئی بولی تھیں۔

"ہاں یہ بھی۔۔۔"شندانہ نے زیر لب کہا تھا۔اور چائے کے سپ لینے لگی تھی۔

حیات سہل نہیں ہوتی ہے،اس جملے کا مطلب اب سمجھ آیا تھا۔اور ٹھیک سمجھ آیا تھا۔

ویک اینڈ گزارنے کے بعد ابراہیم بھی خاور لوگوں کے ساتھ ملتان آگیا تھا۔اسے چلنے پھرنے میں معمولی سی دشواری پیش آتی تھی اس کے علاوہ وہ ٹھیک تھا۔ابراہیم نے ایک بار بھی ہما سے ساتھ چلنے کا نہیں کہا تھا۔

فرازیہ بیگم بھی اس حق میں نہیں تھیں۔ابراہیم کو اپنی ڈیوٹی میں کہاں ہوش رہتا تھا۔وہ یہاں سب چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھیں۔ہما کی طبیعت اب بہتر تھی۔وہاں ہما سارا دن بور ہوتی رہتی تھی۔

ہما کا مرجھایا ہوا دل اور مرجھا گیا تھا جب ابراہیم اسے معمول کے انداز میں اللہ حافظ کہہ کر لوٹ گیا تھا۔

"یہ ابراہیم بہت ہی سنگ دل ہیں۔۔۔"ہما بڑبڑائی تھی۔

"ہاں بہت سنگ دل ہے یہ شخص۔۔۔"دل نے بھی تائید کی تھی۔

"ہر ویک اینڈ پر آئے گا وہ۔۔۔"فرازیہ نے ہما کا بے رونق چہرہ دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ہما پھیکا سا مسکرائی تھی۔

"ایک بار بھی مجھے ساتھ جانے کا نہیں کہا۔۔۔۔"ہما کی زبان پر آخر کار شکوہ آہی گیا تھا۔

"ہاں اگر تمہیں لے جاتا تو سہی سے خیال نہ رکھ پاتا نا۔۔۔۔"انہوں نے کہا تھا۔

ہما نے منہ بنالیا تھا۔

"اچھا اب یہ جوس پی لو میں کان کھینچوں گی اس کے۔۔۔"انہوں نے کہا تھا۔

ہما مسکرادی تھی۔خالہ کی محبت اس کے لیے بہت تھی اور بے حساب تھی۔

ہما بھی اپنی جگہ ٹھیک تھی۔

طلحہ اور خاور تو بین القوامی مشقوں کے لیے جا چکے تھے۔ مگر ابراہیم کو پاؤں کی موچ کی وجہ سے اجازت نہیں ملی تھی۔ وہ یونٹ میں ہی ہوتا تھا۔

آج فراغت ملی تو شندانہ سے بات کرنے کا سوچا تھا۔

لیکن وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ نخریلی حسینہ کا نمبر بند تھا۔

"اللہ اللہ کیا بچگانہ مزاج پایا ہے محترمہ نے زرا سی بات پر بگڑ جاتی ہیں۔۔۔۔" ابراہیم نے خود کلامی کی تھی۔

"تمہاری ساری زندگی اب اس روٹھنے منانے میں گزرے گی میاں! ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ اس راہ یار میں ببول اور کانٹے بہت ہیں۔۔۔" وقت نے خبر دار کیا تھا۔

"مجھے کانٹوں پر چلنے کا بہت مزہ آتا ہے۔۔" ابراہیم نے جواب دیا تھا۔

محبت کی گردن فخر سے اکڑ گئی تھی۔ اس بار میدان محبت میں اسکا امیدوار مضبوط اور ثابت قدم تھا۔

میری نے ہما کے لیے بے شمار تحفے تحریم کو دیئے تھے۔

"اللہ اللہ اتنا سامان۔۔۔۔" یاور نے پانچواں بیگ پیک کرتی تحریم کو دیکھا تو بول اُٹھا۔

"کہاں ہے اتنا بھی صرف پانچ ہی تو ہیں۔۔۔" تحریم نے کہا تھا۔

"صرف۔۔۔۔" یاور دہشت زدہ تھا۔

"ہاں اور پلیز یہ آ کر پیک کروا دیں۔۔۔۔" تحریم سے بیگ کی زپ بند ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"اس بیچارے نے کیا ظلم کیا ہے۔۔۔۔" یاور نے کہا اور بیگ کی زپ بند کی تھی۔

اس بیچارے کا قصور یہ تھا کہ یہ تحریم کی ملکیت تھا۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ تم ابراہیم کے نکاح میں ہو تو دل کی مالک بھی تم ہو۔۔۔۔" سیاہ چادر میں نقاب میں لپٹی ہوئی ساحرہ نے کہا تھا۔

"تم کون ہو۔۔۔۔" ہما نے چیخ کر پوچھا تھا۔

"یہ ابراہیم سے پوچھنا۔۔۔۔۔" اس نے سرخ آنکھوں سے کہا تھا۔

"تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔" ہما نے پھر پوچھا تھا۔

"میں ابراہیم کو چاہتی ہوں۔اور جلد ہی وہ میرے پاس ہوگا۔۔۔۔۔۔" اس نے کہا اور تیز تیز قدم اُٹھاتی وادی میں نیچے اتر گئی تھی۔

ہما اُٹھ بیٹھی تھی۔اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔وہ اس ٹھنڈے موسم میں بھی غٹا غٹ پورا جگ خالی کر گئی تھی۔

"اللہ وہ لڑکی کون تھی۔۔۔" ہما بڑبڑائی تھی۔

شندانہ دل کی ویرانی سے گھبرا کر اپنی کزن فرحین کے پاس چلی آئی تھی۔فرحین شایان نیازی کے کزن کی بیٹی تھی۔شندانہ کی فرحین سے کافی فرینکنس تھی۔یاور کے بعد وہ فرحین سے ہی

اپنی باتیں کرتی تھیں۔کالج میں اسنے کبھی کوئی خاص دوست نہیں بنائی تھی۔ کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔اس کی دوست اور ساتھی گل مکئی تھیں۔وہ دونوں گوڑی سہیلیوں کی طرح دن بھرا تنی باتیں کرتی تھیں کہ شندانہ کو کسی ساتھی کی ضرورت نہیں تھی۔فرحین یاور کی شادی پر باہر تھی۔اس لیے نہیں آسکی تھی۔شندانہ نے بوریت کاتذکرہ کیاتوفرحین نے اسے اپنے پاس بلوالیا تھا۔

"یاور بھائی کی شادی میں بہت مزہ آیا تھا۔۔"شندانہ نے فرحین سے کہا تھا۔

"ہاں بہت چرچاسنا میں نے۔سنا ہے تحریم بھابھی کا میکہ حسن اور ذہانت سے مالا مال ہے۔ میرے ایگزامز تھے تو کوئی صورت ہی نہیں بنتی تھی آنے کی۔۔۔"فرحین نے مونگ پھلی کھاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں ٹھیک چرچاسنا ہے۔بہت خوبصورت لوگ ہیں۔اپنا اسیر بناڈالتے ہیں۔پہلی نظر میں دیکھو تو دیکھتے رہ جاؤ، باتیں کرتے ہیں تو دل موہ لیتے ہیں، طور اطوار تو شیدائی کردینے والے ہیں ان کے۔مقابل کو چاروں شانے چت کردیتے ہیں۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"یااللہ خیر کوئی پسند تو نہیں آگیا ہماری گڑیا کو۔۔۔"فرحین نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

"پسند تو سارے آئے ہیں۔اب کیا پورے خاندان کو دل کا مکین بناڈالوں۔۔۔"شندانہ جیسے زچ ہوگئی تھی۔

"نہیں ایک آدھ کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔۔۔"فرحین نے کہا تھا۔

"افف شرم تم کو مگر نہیں آتی۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"ہاہاہا کیسی شرم اب بیاہ رچانا لازمی امر ہے نا تو کیوں نا خوبصورت لوگوں میں رچایا جائے۔۔۔۔"فرحین نے کہا تھا۔

"ہاں جی پہلے آپکی باری ہے پھر کیا خیال ہے مہم پر چلیں ملتان۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں قسم سے۔۔۔۔"فرحین نے کہا اور مسکرادی۔

میں محبت کرتا ہوں لیکن کیئر کی صورت میں۔یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ ہے۔اس سے پہلے کوئی عورت میرے دل پر نہیں چڑھ سکی ہے۔مجھے نخرے اُٹھانا نہیں آتا،نہ ہی روٹھی ہوئی لڑکیوں کو منانا۔امید ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی خود ہی،جب میرے ساتھ رہتے رہتے وہ میرا مزاج جان لے گی تو compromise کرنا سیکھ جائے گی۔میں محبتوں میں اظہار کا قائل کبھی نہیں رہا۔میرا خیال میں یہ محسوس کی جانے والی چیز ہے۔بار بار اظہار اس کی خوبصورتی کو گہنا دیتا ہے۔۔۔۔"

ہما نے آج ابراہیم کی ڈائری پڑھی تو پچھلے سارے شکوے مٹ گئے تھے۔اس کا دل ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔لیکن وہ بے خبر یہ نہیں جانتی تھی کہ ابراہیم شندانہ سے مخاطب تھا اس سے نہیں۔

حاضرین فرحین بیچاری بہت بے بس ہے اس کے لیے لڑکا ڈھونڈا جائے۔

شندانہ نے کیپشن کے ساتھ اپنی اور فرحین کی تصویر لگائی جس میں دونوں کی آنکھیں نمایاں تھیں۔باقی چہرے کشن سے ڈھانپے ہوئے تھے۔

"اللہ اللہ لڑکیو کہاں مزے کر رہی ہو۔۔" یاور نے کمنٹ کیا تھا۔

"اسلام آباد۔۔۔"شندانہ نے جواب دیا تھا۔

"ہم لوگ اب نکل رہے۔جلد ملاقات ہوتی ہے۔۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"مسنگ یو۔۔۔۔۔"شندانہ نے کہا اور آف لائن ہو گئی تھی۔

"اچھا تو میڈم اسلام آباد گئی ہوئی ہیں۔۔۔"

ابراہیم نے شندانہ کی ٹائم لائن وزٹ کی تھی۔

پھر پیج پر گیا تھا۔وہاں کوئی اپڈیٹ نہیں تھی۔

"لگتا ہے بہت ہی ناراض ہے۔۔۔"ابراہیم نے سوچا تھا۔پھر دیکھا تو وہ ایک گھنٹہ پہلے آف لائن ہو چکی تھی۔

"محبت کرنے والے اگر زیادہ دیر ناراض رہیں تو محبت کے گلابوں سے خوشبو روٹھنے لگتی ہے۔اور خوشبو کے بغیر پھول اچھا تھوڑی لگتا ہے۔شندانہ تم میری محبت کی مہک ہو۔تم روٹھی رہو گی تو ہماری محبت مہکے گی کیسے ؟؟؟"

ہما ڈائری پڑھنے کے بعد تازہ دم ہو گئی تھی۔اس نے منتقلی چیک اپ کے لیے جانا تھا تو وہ ڈائری ساتھ لے جاتی جو ابراہیم یہاں بھول چکا تھا۔

"خالہ ہم ایک ہفتہ کے لیے جا رہے ہیں نا۔۔۔"ہما نے تسلی کے لیے پوچھا تھا۔

"ہاں بیٹا کیوں نہیں۔۔۔"وہ مسکرا دی تھیں۔

ہما کی طبیعت خوشگوار تھی۔وہ بھی تھیں۔

"کس کی برائیاں ہو رہی ہیں۔۔۔؟"تنویر علی اندر آتے ہوئے بولے تھے۔

"کسی کی نہیں ہم لوگ ملتان جا رہے ہیں تو وہی بات ہو رہی تھی۔۔۔"فرازیہ بیگم بولی تھیں۔

"اچھا جی پھر تو اچھی بات ہے۔ویسے کم ہی ہوتا ہے کہ دو خواتین بیٹھی ہوں اور کسی کی نیکیوں میں اضافہ نہ کر رہی ہوں۔۔۔"وہ بولے تھے۔ہما کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ہمنہ آپ کے خیالات نہیں بدلیں گے۔۔۔"فرازیہ بولی تھیں۔وہ ہنس دیئے۔

"بیٹا گدھا اب کچھ سدھر گیا ہے یا ویسا ہی ہے۔۔۔"خان صاحب بولے تھے۔

"ابراہیم بہت اچھے ہیں۔بہت خیال رکھتے ہیں۔۔۔"ہما نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں سدھر گیا ہے کچھ مجھے بھی لگتا ہے۔۔۔"وہ بولے تھے۔

"آپ کبھی میرے بیٹے سے خوش نہیں ہوں گے خان صاحب!"فرازیہ بیگم بولی۔

"ہاں اس نے کام کیا، کیا ہے اب تک جو اس سے خوش ہوں۔۔۔"

"ابراہیم کی نیچر ایسی ہے۔ورنہ وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔"ہما نے شوہر کی طرف داری کی تھی۔

New Era Magazine

"ہاں بیٹا۔پہلے اس کا ایک ایجنٹ کیا کم تھا گھر میں جو اس نے دوسرا بھی تیار کر دیا ہے۔۔۔"

خان صاحب بولے تھے۔

"تو کیا ہے پھر وہ ہے ہی ایسا۔۔۔"فرازیہ بولی تھیں۔

"خواتین سے کون جیت سکا ہے۔۔۔"وہ بولے تھے۔

"شکر ہے کل پاکستان میں ہوں گے ہم۔۔۔"یاور نے جہاز کی آرام دہ سیٹ پر سر ٹکا دیا تھا۔

"ہاں مزہ تو بہت آیا پر پتا نہیں کیوں پاکستان کو بہت مس کیا۔۔۔۔"تحریم بولی تھی۔

"پتا ہے جب میں نے سامان کا اندارج کروایا تو اس انگریز آفیسر کی آنکھیں کھل گئیں تھیں

۔۔۔۔"یاور بولا تھا۔

"اُفف۔۔اتنا بھی سامان نہیں ہے۔ویسے بھی ہم اب ہم شادی کے بعد پہلی بار یہاں آئے ہیں

تو سب کے لیے گفٹس تو لینے تھے نا۔یہ بھی میں نے چند لوگوں کے لیے لیے ہیں۔۔۔۔"

تحریم نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا جی آپ مہان ہیں۔۔۔"یاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تحریم نے منہ بنا کر آنکھیں

موندلی تھیں۔

"یہ شہری لڑکیاں !انکے توچونچلے ختم نہیں ہوتے۔شادی کے دوسرے دن سے شوہر کو لیکر غائب ہے۔کوئی اتاپتا نہیں۔بس دن میں ایک دفعہ فون پر گٹ پٹ کرلی۔لو جی فرض ادا ہوا۔۔۔۔"روزی کچن میں جلی بھنی ہانڈی بنارہی تھی۔ساتھ میں بڑبڑ جاری تھی۔

"امیر لوگوں کے کام بھی نرالے ہوتے ہیں۔ویسے بھی نئ نئ شادی ہے۔دعوتوں اور گھومنے پھرنے کے دن ہیں۔۔۔"سلاد بناتی سلمٰی بولی تھی۔

"تو میری بہن ہے یا پھر وہ تحریم تیری سگی ہے۔۔۔"لال جوڑا پہنے لال ہوتی روزی نے زور سے چمچ ہلایا تھا۔

"بس کردے یہ جلن روزی رحم کھاخود پر۔۔۔۔"سلمٰی نے مشورہ دیا تھا۔

"ہاں کہہ توتوٹھیک رہی ہے۔جو نصیب میں نہیں اس کے لیے رونا بنتا بھی نہیں۔لیکن کیا کروں اس دل کا جو مانتا ہی نہیں۔اس دل کو سکون کہاں ہے۔دل جل جل کر سواہ ہو گیا ہے ۔۔۔"روزی نے بے بسی سے کہااور چولہا بند کردیاہانڈی تیار ہوچکی تھی۔

شندانہ نے نمبر کھولا تو ابراہیم کا میسج موصول ہوا تھا۔شندانہ کے پاس دو نمبر تھے اور دو ہی فون ایک نمبر سب کے پاس تھاجبکہ دوسرا چند قریبی لوگوں کے پاس۔تو ایک نمبر جو سب کے پاس تھا اس پر وہ کم کم ہی ایکٹو ہوتی تھی۔"اوہ تو مجھے مہک بنالیا گیا ہے۔۔۔"شندانہ میسج پڑھتے ہوئے دلکش انداز میں بولی تھی۔

"آہا تو مس کیا جارہا ہے ہمیں۔۔۔۔"شندانہ نے میسج کیا تھا۔

"ہاں بہت زیادہ۔۔۔۔"گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ابراہیم نے جواب دیا تھا۔

"اچھا اس لیے وہاں بیٹھے ہیں حضرت! دم ہے تو پہاڑوں میں آؤ میجر۔۔۔۔"شندانہ نے شرارتی انداز اپنایا تھا۔

"میں آیا تھا اب تم آؤ تو بات بنے۔۔۔۔"ابراہیم نے ٹائپ کیا تھا۔

"کیسے آؤں کوئی موقع بنے تب نا۔اب یوں تو منہ اُٹھا کر ملتان نہیں آسکتی میں۔۔۔"شندانہ فوراً جواب دیا تھا۔ابراہیم مسکرا اُٹھا تھا۔وہ گھر پہنچ چکا تھا۔

اس نے کال ملائی تو شندانہ نے فوراً اٹینڈ کر لی تھی۔فرحین اس وقت کسی کام سے گھر سے باہر تھی۔شندانہ کا موڈ نہیں تھا تو وہ گھر رک گئی تھی۔

"ہاں جی!"ابراہیم بولا تھا۔

"میجر صاحب! طبیعت کیسی ہے آپ کی۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"کیسی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔"ابراہیم نے الٹا سوال کیا تھا۔

"اچھی ہی ہو گی۔۔۔"شندانہ کا لہجہ مدھم تھا۔

تم آؤ تو کوئی بات بنے

دن میں چلے یوں بادصبا

اور رات میں جگنو کو راہ ملے

کوئی گل مہکے چمن میں

کوئی کوئل کی چہکار ملے

ہم اہل محبت !

دن رات راہ تمہاری تکتے ہیں

کچھ کہتے ہیں نا سنتے ہیں

بس یاد تمہی کو کرتے ہیں

یہ روکھے پھیکے لمبے دن

یہ گم سم تنہا سیاہ راتیں

یہ چاند اور روشن تارے

نام تمہارا لیتے ہیں

اور یاد تمہی کو کرتے ہیں

تم آؤ تو کوئی بات بنے

ابراہیم نے گھمبیر لہجے میں نظم سنائی تھی۔شندانہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔

"ابراہیم۔۔۔۔"اس نے پکارا تھا

"جی۔۔۔"وہ ہمہ تن گوش ہوا تھا۔

New Era Magazine

تمہاری آنکھیں سیاہ موتی

تمہارہ چہرہ روشن کتابی

تمہاری باتیں تمہارے قصے

ہم یاد کرتے ہیں

اور تم سے بس یہی فریاد کرتے ہیں

کبھی جو شام ڈھلے تو

ہمارے ہاں چلے آنا

کہ تمہاری یاد میں اکثر چراغ جلتے ہیں

اور دل پگھلتا ہے۔۔۔

شندانہ نے نرم لہجے میں ایک نظم سنائی تھی۔

"زبردست۔۔۔۔"ابراہیم نے بے ساختہ کہا تھا۔

شندانہ ہنسی تھی۔

"اچھا آج ایک وعدہ کرو۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"کیسا وعدہ، کونسا وعدہ؟"اس نے پوچھا تھا۔

"یہی کہ تم اب مجھ سے ناراض نہیں ہوگی۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"اچھی زبردستی ہے۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"تو کیا بات بات پر ناراض ہو جانا اور کئی کئی دن تک مجھے انتظار کی سولی پر لٹکانا اچھی بات ہے کیا۔۔"ابراہیم بولا تھا۔

"تو آپ ایسے کام کیا ہی نہ کریں ابراہیم!"شندانہ بولی تھی۔

"میں نے کیا کیا ہے۔۔۔"اس نے پوچھا تھا۔

بس رہنے دیں اور ویسے بھی جہاں روٹھنا منانا نہ ہو وہاں محبت میں یکسانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مجھے یکسانیت سے الجھن ہوتی ہے۔۔۔"شندانہ نے اپنے نادر خیالات کا اظہار کیا تھا۔

"افففف۔۔۔"ابراہیم کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ لے۔ محترمہ کو سمجھانا بے سود تھا۔

"اچھا سب چھوڑیں اب یہ بتائیں کب ملنا ہے۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"کیوں مس کر رہی ہو مجھے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"اتنا بھی نہیں کہ گزارانہ ہو سکے۔ہاں تھوڑا بہت۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"اللہ اللہ اتنی صاف گوئی۔بندہ کسی غریب کا دل ہی رکھ لیتا ہے۔۔۔"ابراہیم نے بے چارگی سے کہا تھا۔

"آپ غریب کب سے ہو گئے میجر صاحب۔۔"اس نے کھلکھلاتے ہوئے کہا تھا۔

"جب سے آپکو دیکھا ہے۔لگتا ہے سب کچھ لٹ گیا ہے۔دل آپ کے قدموں میں پڑا رہتا ہے ۔۔۔"ابراہیم نے حال دل کہا تھا۔

افففف اتنی بھی کیا بے چینی میجر صاحب! شہزادی کو یہ اظہار کچھ پسند نہیں آیا۔۔۔"شندانہ نے نروٹھے پن سے کہا تھا۔

"واللہ تو یہ غلام کیا کرے شہزادی صاحبہ!" وہ بولا تھا۔

"فوراً ہماری خدمت میں پیش ہوا جائے۔اس کے بعد کوئی حکم دیا جائے گا۔۔۔" شندانہ بولی تھی۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔شندانہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

محبت نے شندانہ کو رشک سے دیکھا تھا اور ہما کی قسمت پر افسوس کیا تھا۔

"تمہاری یہ گندی عادت ہے۔ایک وقت میں کتنے لوگوں کو آپس میں الجھائے رکھتی ہو۔پھر کسی پر رشک کرتی ہو تو کسی پر افسوس۔تمہارے یہ تیور مجھے بالکل نہیں بھاتے ہیں۔۔۔" وقت نے کہا تھا۔

"تم ٹھہرے بے رحم۔۔۔" محبت نے کہا اور چلی گئی۔شہر محبت سے ایک بار پھر بلاوا آیا تھا۔

یاور اور طلحہ واپس آ گئے تھے۔اس بار ابراہیم کو انہوں نے بہت مس کیا تھا۔ابراہیم ان کا "" Central point وہ زیادہ تر بات دل میں رکھتا تھا۔مگر خاور اور طلحہ اسے اپنی ہر بات بتاتے تھے۔اور جب تک اپنی ساری باتیں بتا نہ لیتے تھے۔چین نہیں آتا تھا۔خاور دو دن کی لیو پر گھر جا رہا تھا۔خاور کو ائیر پورٹ ڈراپ کر کے طلحہ اب واپس کینٹ کی طرف جا رہا تھا۔شام کا وقت تھا۔مغرب کی اذانیں بس ہونے ہی والی تھیں۔اس روڈ پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔

اس نے گاڑی کی اسپیڈ اب تیز کر دی تھی۔زرا موڑ کاٹا تو آگے سے کسی نے ہاتھ ہلایا تھا۔

New Era Magazine

طلحہ نے گاڑی روک دی تھی۔ایک نسوانی وجود جھٹ سے کھڑکی کے پاس آیا تھا۔

"مجھے لفٹ چاہیے۔۔۔۔" لہجے میں بلا کا اعتماد تھا۔

طلحہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔وائٹ کاٹن کی پینٹ پر گلابی لانگ کرتا پہنے بالوں کا جوڑا بنائے اور پشت پر بیگ لٹکائے وہ اچھی خاصی جلدی میں تھی۔

"مجھے سمل کہتے ہیں۔۔۔" بیٹھتے ہی اس نے اپنا تعارف کروایا تھا۔

"محترمہ خاصی تیز ہیں۔۔۔" طلحہ نے تجزیہ کیا تھا۔

"کہاں جانا ہے آپکو۔۔۔" طلحہ نے پوچھا تھا۔

بس یہاں سے تھوڑا آگے۔ شمس تبریز کے مزار پر۔دراصل آج رضا کا بچہ مجھے روڈ پر چھوڑ گیا۔ لیکن میں نے بھی قسم کھائی تھی کہ لفٹ لیکر وقت پر پہنچوں گی۔۔۔۔" وہ فون پر مصروف تھی۔

"آپ اس وقت وہاں کیا کرنے جارہی ہیں۔۔۔" طلحہ نے پوچھا تھا۔

"میں ڈاکومینٹریز بناتی ہوں۔آج کل کچھ درویش آئے ہوئے ہیں قونیا سے تو میں ان پر ڈاکومینٹری بنارہی ہوں۔اس سلسلے میں جارہی تھی۔۔۔"

"اپنا تعارف کروائیں گے آپ۔۔۔۔" سمل نے کہا تھا۔

"میجر طلحہ نیازی۔یہاں ملتان میں پوسٹڈ ہوں۔۔۔۔۔" طلحہ بولا تھا۔

"نائس ٹو میٹ یو۔۔۔" وہ فوراً بولی تھی۔وہ اب پانچ منٹ کے فاصلے پر تھے۔

New Era Magazine

"کیسی جا رہی آرمی۔۔۔" اس نے پوچھا تھا۔

"زبردست۔۔۔" طلحہ نے جواب دیا تھا۔

وہ لوگ پہنچ چکے تھے۔ طلحہ بھی فاتحہ پڑھنے کے لیے اتر آیا تھا۔

"شکریہ بہت بہت۔۔۔" وہ جانے لگا تو سمل بولی تھی۔ اسٹولر اب سر پر تھا۔

"کوئی بات نہیں مادام! یہ میرا فرض تھا۔۔۔" طلحہ نے مسکرا کر کہا اور مڑ گیا۔ سمل اب احاطے میں ٹھہری کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔

"کیا لڑکی ہے۔۔۔" وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

کیا ناز ہے

کیا انداز ہے

اس میں کچھ خاص ہے

اس کی باتیں شکر جیسی

اس کی چال غزال ہے

"یار کیوپڈ کا تیر چل چکا ہے۔۔" طلحہ نے رات کو کافی پیتے ہوئے ابراہیم سے کہا تھا۔

"یہ کب چلا؟" ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"بس آج کچھ گھنٹے پہلے۔۔۔۔"طلحہ بولا تھا۔

"اچھا کون ہے وہ؟؟ کیسی ہے؟؟؟ کیا کرتی ہے؟؟نام کیا ہے؟ تجھے کہاں ملی؟؟"

جواب میں طلحہ نے مسکراتے ہوئے تفصیل سنائی تھی۔

"بس بیٹا پکڑ لے تیاری داخل ہو جا۔شہر محبت میں۔۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"ہاں ہو گئے ہم تو۔۔۔"طلحہ نے خوبصورت لہجے میں کہا تھا۔

"نمبر تو لیا ہو گا۔۔۔"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"نہیں وہ تو یاد ہی نہیں رہا لینا۔۔"طلحہ نے کہا۔

"واہ جی واہ۔۔۔۔"ابراہیم نے مزاق بنایا تھا۔

"اچھا میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔۔۔"طلحہ کا لہجہ مدھم تھا۔

"آہو نیا عاشق آیا ہے آج مارکیٹ میں۔۔۔۔"ابراہیم طلحہ کو رگید رہا تھا۔

یاور اور تحریم آج صبح واپس آچکے تھے۔وہ اسلام آباد آئے تھے۔صرف فرحین ہی انہیں لینے آئی تھی۔شندانہ کے لیے سرپرائز تھا۔سارا دن کینوس پر رنگ اتارنے کے بعد شندانہ رات کو ڈنر کرنے ڈائننگ پر آئی تو ان دونوں کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔

"کیسا لگا سرپرائز ہماری بلی کو۔۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"بہت اچھا۔۔"شندانہ کہتی ہوئی یاور سے ملی۔پھر تحریم کو دو تین چھبیاں ڈالیں۔اور اب سب لوگ بہت ہی اچھے ماحول میں کھانا کھا رہے تھے۔

"اب تم لوگ کچھ دن تو رہو گے نا۔۔۔"فرحین نے پوچھا تھا۔

"نہیں کل جانا ہے بس ملتان پھر وہاں سے گھر۔۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"رک جاتے۔۔"فرحین نے کہا تھا۔

"آپ چلیں نا ہمارے ساتھ۔۔۔"تحریم نے کہا تھا۔

"آؤں گی پر ٹھہر کر۔۔۔"فرحین بولی تھی۔

"چلو نا۔۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔"فرحین بولی تھی۔

تحریم نے غور سے دیکھا۔گوری چٹی سی فرحین میں تھوڑا سا نخرہ بھی تھا۔وہ اس پر جچتا تھا۔

"یہاں بھی سب کسی سے کم نہیں ہیں۔۔"تحریم نے خود کلامی کی اور کھانے پر جھک گئی تھی۔

سفینہ لاج میں خاصی ہلچل تھی۔کیونکہ ہر سال ابراہیم کی دادی کی برسی ہوتی تھی اور خاندان سے سب ہی شرکت کرتے تھے۔قرآن خوانی کروائی جاتی تھی۔اور ساتھ ہی پورے گاؤں میں کھانا تقسیم کیا جاتا تھا۔

ہما کی طبیعت کافی بہتر تھی تو ان لوگوں نے چیک اپ ملتوی کر دیا تھا۔رات اچانک ہی تنویر علی کو یاد آیا تھا کہ ہفتہ کے روز تو برسی ہے۔سفینہ بیگم بہت ہی نیک خاتون تھیں۔ان کے نام پر ہی تنویر علی نے سفینہ لاج رکھا تھا۔

"ابراہیم آتو جائیں گے نا۔۔۔۔"ہمانے پوچھا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں آئے گا۔۔۔۔"فرازیہ بیگم بولی تھیں۔

"بس آجائیں اب وہ۔۔۔"ہمانے بے قراری سے کہا تھا۔

"بس خیر سے بچہ ہو جائے پھر تم دیکھنا تمہیں ساتھ ہی رکھے گا۔یہاں آنے ہی نہیں دے گا ۔۔۔۔"وہ بولی تھیں۔ہما آنے والے وقت کے خوش کن لمحوں میں کھو سی گئی تھی۔

"تمہیں کیا پتا ہما کیا ہونے جارہا ہے۔۔۔"وقت نے کہا تھا۔

ابراہیم دو دن کی لیو پر جمعہ کو خانپور جارہا تھا۔اسے بڑی مشکل سے لیو ملی تھی۔اس بار خاور اور طلحہ نہیں جا سکتے تھے۔کیونکہ ان تینوں کو ایک ساتھ لیو ملنا مشکل تھا۔اگر ابراہیم نہ جاتا تو تنویر علی کا غصہ آسمان پر جا پہنچتا۔اس لیے اس نے منتوں اور ترلوں سے لیو لے ہی لی تھی۔

"لوگوں کے مزاج ہی نہیں ملتے۔۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

"کیا ہوا ہے گدھے۔۔۔۔"ابراہیم جو فون پر مصروف تھا جھٹ سے بولا تھا۔

"آج کل بڑے میسج ہو رہے ہیں بھابھی کو۔۔۔"اس نے کہا تھا۔

"یہ دیکھو فیس بک ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے اسکرین دکھائی تھی۔

New Era Magazine

"بھہنہ ڈرامے باز۔۔۔"خاور بڑبڑایا تھا۔

"جلنے کہ بو آرہی ہے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

خاور جواب دینے ہی والا تھا کہ اس کے نمبر پر میسج آیا تھا۔

"اسلام و علیکم! مجھے گولڈی کے لیے بھی ایسا وڈ ہاؤس چاہیے۔آپ نے کہاں سے خریدا تھا۔۔۔"میسج علینہ کا تھا۔یاور کی تو بتیسی کھل گئی۔اس نے مسکرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ابراہیم فون پر مصروف تھا۔

"وعلیکم السلام! جی وہ اندرون بازار سے لائے تھے میں اور طلحہ۔اب بھی منگوادیں گے ہم۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

"بہت بہت شکریہ آپ ایڈریس بھیج دیں۔میں بھائی کے ساتھ جا کر لے آؤں گی۔۔۔۔"

"جی میں آپکو بھیج دوں گا کل۔جو کارڈ دوکان والے نے دیا تھا وہ ڈھونڈنا پڑے گا۔۔۔"یاور نے میسج ٹائپ کیا تھا۔

"تھینکیو سوچ۔۔۔"علینہ کا جواب آیا۔خاور کو ایسے لگا جیسے اظہار آگیا ہے۔وہ بے قابو ہو گیا تھا۔

"اب کچھ لے بھی آؤ فریج سے بھوکا مارو گے کیا۔۔۔"ابراہیم کی آواز آئی تھی۔

خاور نے رشین سیلڈ کا ڈبہ اٹھایا تھا اور پیزا اوون میں گرم کرنے کے لیے رکھا تھا۔

"آج کل تو یہ بہت ٹھونسنے لگا ہے۔۔۔"خاور بڑبڑایا تھا۔

اسی اثناء میں طلحہ بھی واش روم سے نکل آیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔" اسنے پوچھا تھا۔

"جو آپکو نظر آرہا ہے۔۔۔۔" خاور نے جھٹ سے جواب دیا تھا۔

"یار بہت جلا بھنا بیٹھا ہے مت چھیڑ۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

"ہوا کیا ہے آخر۔۔۔۔۔۔" طلحہ نے پوچھا تھا۔

"یہ تو تم دونوں بتاؤ گے۔اب مجھے غیر سمجھ کر باتیں چھپانے لگے ہو۔۔۔" خاور نے اووں سے پڑا نکال لیا تھا۔

"کیا چھپایا ہے۔۔۔۔" ابراہیم نے پوچھا۔

"یہ سمل کون ہے۔۔۔۔؟" خاور نے پوچھا تھا۔

جواب میں دونوں کا قہقہہ مشترکہ تھا۔

****

جاری ہے۔

نوٹ

گلاب رت کے حسین چہرو کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine